سوال

(273) سوگ کتنے دنوں تک ہوتا ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

بعض علاقوں میں ایسا ہوتا ہے کہ مرنے والے کے بعض رشتہ دار اور دوست اس کی وفات کے بعد چارپائیوں یا چٹائیوں وغیرہ پر تین یا چالیس دنوں کے لیے بیٹھ جاتے ۔ پھر جو لوگ تعزیت کے لئے آتے ہیں تو ان میں سے ہر آدمی با آواز بلند یہ کہتا ہے کہ دعا کریں ۔ پھر سب لوگ ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہیں،

اس طرح کی مروجہ دعا، متعین جگہ اہل میت اور لوگوں کا اجتماع، تعزیت کے دنوں تعین اور مروجہ طریقہ تعزیت کا ثبوت کیا ہے؟ قرآن وحدیث سے جواب دیں ۔ جزاکم اللہ خیراً (ایک سائل)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

چالیس دنوں تک تعزیت کے لیے بیٹھنا، ہر آدمی کا بآواز بلند دعا کا مطالبہ کرنا اور پھر سب لوگوں کا میت کے لیے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا یہ سب بدعت ہے جس کا کوئی ثبوت شریعت مطہرہ میں موجود نہیں ہے ۔

سیدنا جعفر بن ابی طالب الطیار رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد نبی ﷺ نے آل جعفر کو تین دنوں کی مہلت دی پھر ان کے پاس جا کر فرمایا: آج کے بعد میرے بھائی پر نہ رونا ۔ (سنن ابی داود: 4192 وسندہ صحیح)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میت پر تین دنوں سے زیادہ سوگ کرنا جائز نہیں ہے ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب زید بن حارثہ، جعفر (طیار) اور عبداللہ بن رواحہ (رضی اللہ عنہ) کی شہادت کی خبر آئی تو رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے ۔ آپ کے چہرے پر غم کے آثار نظر آرہے تھے ۔ (صحیح بخاری: 1299، صحیح مسلم: 935 وترقیم دارالسلام: 2161)

اس سے معلوم ہوا کہ اہل میت کا (تعزیت والوں کے لیے) بیٹھنا جائز ہے ۔ واللہ اعلم یاد رہے کہ عورت اپنے خاوند کی وفات پر چار مہینے دس دن سوگ منائے گی ۔

تعزیت کی ایک مشہور دعا درج ذیل ہے :

((ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل عندہ باجل مسمی)) بے شک اللہ ہی کے لیے ہے جو وہ عطا فرمائے اور ہر چیز اس کے پاس ایک خاص وقت کے لیے ہے ۔ (صحیح بخاری: 1284

واللفظلہ، صحیح مسلم :923وترقیم دارالسلام :2135)

میت پر تعزیت کےلیے لوگوں کا باربار دعاکی درخواست کرنا اوراجتماعی طورہاتھ اٹھاکر دعاکرناکسی حدیث سے ثابت نہیں ہے سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے ثابت شدہ ایک حدیث میں آیاہے کہ رسول اللہ ﷺ (سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے) تیب دب گزرنے کے بعد ہمارے پاس تشریف لائے تو ہمارے سر منڈوادیے پھر آپ نے میرا (ایک) ہاتھ پکڑکر بلند کیا پھر فرمایا: اے اللہ آل جعفر کی نگہبانی فرمااور عبداللہ بن جعفر کےلیے برکت نازل فرما۔ (مسند احمد1/204ح175وسندہ صحیح)

اس حدیث سے مروجہ دعا کا کوئی ثبوت نہیں ملتا بلکہ صرف پیار سے نابالغ بچے کے ایک ہاتھ کو آسمان کی طرف بلند کرناثابت ہے ورنہ صرف ایک ہاتھ سے دعاکرنا کیسا ہے؟

ایک غالی دیوبندی نعیم الدین نے "رجل الرشید" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے ۔ نعیم الدین نے اس کتاب میں اپنے دیوبندی علماء کے کئی فتوے نقل کئے ہیں جن میں تعزیت کی مروجہ دعاکو غیر ثابت اور غیر درست قراردیا گیا ہے ۔ مثلا دارالافتاء دارالعلوم کراچی کے محمد کمال الدین اور محموداشرف دونوں لکھتے ہیں: مروجہ طریقہ کے مطابق تعزیت کےلیے ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا اوردعاکرنا شرعاثابت نہیں ہے ۔اس لیے تعزیت کےلیے رسمی طورپر ہاتھ اٹھانا درست نہیں ۔ کیونکہ تعزیت کی حقیقت صرف اس قدر ہے کہ میت اوراس کے اقارب کےلیے زبانی دعاکی جائے اوران کو صبر دلایا جائے ۔ البتہ انفرادی طورپر اگر میت کیلئے ہاتھ اٹھا کر مغفرت اوربلندی درجات کی دعاکرلی جائے تو شرعااس میں کوئی قباحت نہیں ۔" (رجل رشید ص171)

دیوبندی مفتی رشید احمدلدھیانوی ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

"تعزیت کی دعامیں ہاتھ اٹھانا بدعت ہے" (احسن الفتاوی ج4ص254رجل رشید ص173)

نعیم الدین دیوبندی اپنے قاری عبدالرشید دیوبندی سے نقل کرتے ہیں، وہ اپنے والد دیوبندی مفتی عبدالحمید سے کہ قاری لطف اللہ دیوبندی صاحب جب ایک حادثہ میں فوت ہوئے توایک دیوبندی عالم "تعزیت کےلیے ان کے پاس تشریف لےگئے اوردعا کےلیے ہاتھ اٹھائے ۔ ۔ ۔ ۔ فقیر اللہ صاحب نے فورافرمایا مولانا کیا یہ حدیث سے ثابت ہے؟ انھوں نے عرض کیاکہ حضرت غلطی ہوئی اورہاتھ چھوڑدیئے (دیکھئے رجل رشید ص169)

یہ فقیر اللہ دیوبندی صاحب قاری لطف اللہ دیوبندی کے والد اور دیوبندی مدرسے جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے بانی تھے جنھوں نے اپنے بیٹے کی موت پر مروجہ دعا سے اشارتامنع کردیا تھا۔ تعجب ہے کہ ہمارے علاقے میں دیوبندی حضرات بغیر کسی انکاراورجھجک کے اس مروجہ دعا پر علم پیراہیں حالانکہ ان کےاپنے مقتیان کرام اس عمل کو بدعت وغیر ثابت قراردے چکے ہیں۔ اسی طرح بعض الناس کے بعض نام نہاد علماء کو "کیا یہ حدیث (دلیل) سے ثابت ہے؟" والے سوال سے سخت چڑہے حالانکہ طرز عمل یہ ہوناچاہیے کہ دلیل پوچھنے والے سے ناراض نہ ہوں اگردلیل معلوم ہوتوبیان کردیں یاپھر کہہ دیں کہ دلیل معلوم نہیں ہے (الحدیث :45)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاوی علمیہ

جلد1۔کتاب الجنائز۔صفحہ512

محدث فتویٰ